کچھ المامون کی اولیات کے بارے میں

(شبیر احمد خاں غوری ایم اے۔ ایل ایل بی سابق رجسٹرار امتحانات عربی وفارسی اتر پردیش)

(۴)

زندقہ مامون سے پہلے (جاری)

عباسی عہد کے آغاز میں زندقہ کی شدت:

(الف) پیروان مانی ایران میں:۔ اوپر ذکر آچکا ہے کہ خود خالد بن عبداللہ القسری کا میلان زندقہ کی جانب تھا۔ لہٰذا اس کی پشت پناہی سے قوی دل ہو کر پیروان مانی ماوراء النہر سے عراق واپس آئے اور یہیں بس گئے۔ جیسا کہ ابن الندیم کی شہادت اوپر گزری:۔

"فعادوا الی ھذہ البلاد...	پس وہ (مالوزیہ) ان ممالک میں واپس
..... فان خالد بن عبد اللہ	آگئے ..... کیونکہ خالد بن عبداللہ
القسری کان یعنی بھم [۱]	القسری ان لوگوں کا بہت زیادہ خیال
	کرتا تھا۔

بلکہ اس نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ خالد بن عبداللہ القسری زندقہ کے ساتھ متہم تھا۔

انہ کان یرمی اعنی خالد	خالد بن عبداللہ القسری کو زندقہ
بالزندقۃ [۲]	کی تہمت لگائی جاتی تھی۔

اس حمایت و پشت پناہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مالوزیوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ

[۱] ابن الندیم کتاب الفہرست ص ۴۷۲۔ [۲] ایضاً صفحہ ۴۷۳۔

اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ چنانچہ ان کے علمبرداروں نے "ثنویت" کی تائید میں متعدد کتابیں تصنیف کیں جن سے بہت سے لوگ گمراہ ہونے لگے۔

جب تک خالد بن عبداللہ القسری عراق کا گورنر رہا، مانویوں کو اُس کی پشت پناہی حاصل رہی۔ سنہ ۱۲۰ھ میں وہ معزول ہوا۔ مگر اتنے میں نزاریہ و یمانیہ کی نزاع شروع ہو گئی جس کے فرو کرنے میں حکام اس درجہ مشغول ہوئے کہ مانویوں کی تبلیغی سرگرمیاں تو درکنار، ابومسلم خراسانی کی خفیہ شورش کا بھی انہیں پتہ نہ چل سکا۔ جب ۱۳۲ھ میں عباسی خلافت شروع ہوئی تو چونکہ عباسی "شعوبیوں" (قوم پرست ایرانیوں) کی مدد سے برسر اقتدار آئے تھے، حکمراں طبقے نے نئے حمایتیوں کے بارے میں نرم تر پالیسی اختیار کی۔ یوں بھی پہلے عباسی خلیفہ ابوالعباس سفاح کا زیادہ وقت امویوں کے استیصال میں صرف ہوا اور دوسرے خلیفہ ابوجعفر منصور کا ابومسلم سے نجات پانے اور امام نفس زکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم کی بربادی میں گزرا۔ باقی وقت اس نے علوم حکمیہ کو ترقی دینے میں گزارا۔

البتہ جب منصور کا بیٹا مہدی خلیفہ ہوا تو اُسے ملاحدۂ وقت بالخصوص مانوی زنادقہ کی سرگرمیوں کے خطرے کا احساس ہوا اور اس نے پہلے افہام و تفہیم کے ذریعے صورتحال کی اصلاح کی کوشش کی اور جب اس میں ناکامی ہوئی تو پھر سختی کے ساتھ اس بڑھتے ہوئے فتنہ کو دبانے پر مجبور ہوا۔ مہدی نے ۱۶۹ھ میں وفات پائی اور اس کا بیٹا ہادی اس کا جانشین ہوا۔ ہادی نے بھی باپ کی روایت کو قائم رکھا اور باپ کی وصیت کے مطابق باپ سے زیادہ شدت کے ساتھ زنادقہ کے خلاف سختی کی اور اگرچہ وہ تقریباً ایک سال ہی خلیفہ رہا مگر ان باپ بیٹوں کی سخت گیری کا نتیجہ یہ نکلا کہ مانوی قلمرو کے خلافت سے فرار ہونے پر مجبور ہوئے۔ وہ اتنے خائف ہوئے کہ ہادی کے بھائی اور جانشین ہارون الرشید کے عہد میں بھی واپس آنے کی جرأت نہ کر سکے۔[1]

لیکن اگلی صدی میں متوکل علی اللہ کے قتل کے بعد جو ترک گردی شروع ہوئی

---

[1] طبقات تاریخ الرسل والملوک (الطبری)، دارالمعارف بمصر، الجزء الثامن ص ۲۲۲۔

اور اس کے نتیجے میں جو انتشار و اختلال رونما ہوا تو جہاں دوسری فکری بے راہ رویوں کو سر اٹھانے کا موقعہ ملا، مانوی لوگ بھی شاید واپس آئے کیوں کہ ابن الندیم لکھتا ہے کہ وہ آخری مرتبہ مقتدر باللہ (۲۹۵ - ۳۲۰ھ) کے عہدِ خلافت میں جلاوطن کئے گئے۔

وآخر ما اجلوا في ايام المقتدر[1] | آخری مرتبہ فرقہ مانویہ کو مقتدر باللہ (۲۹۵-۳۲۰) کے عہد میں جلاوطن کیا گیا۔

لیکن نہ تو مامون کے زمانہ میں انہوں نے سر اٹھایا (زنادقہ کے معاملے میں مامون اپنے دادا اور چچا سے کم سخت گیر نہیں تھا) اور نہ اس کی تغلسفت پسندی سے ان کے فتنہ کو شہ ملی۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

(ب) اجارہ داری الحاد :- جب تک عرب حکومت باقی رہی اور اموی جبّاریت و استبداد کا دور دورہ رہا، روح امامت کی منتقلی اور "حلول" کی بدعت خفیہ دسیسہ کاری سے زیادہ شدت اختیار نہ کر سکی۔ مگر عباسیوں کے برسرِ اقتدار آتے ہی جن تلواروں نے انہیں امویوں سے خلافت دلائی تھی، اس الحاد کی تائید میں بھی علم ہونا شروع ہو گئیں۔ ابو مسلم جو پہلے کیسانی مذہب کا قائل تھا، بعد میں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مایوس ہو کر محمد بن علی، پھر ابراہیم بن محمد اور آخر کار ابو العباس سفاح کی خلافت کے لئے سرگرمِ کار ہو گیا[2] لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاید خود اس منصبِ جلیل کا خواہاں تھا اور اسی خطرے کے سدباب کے پیشِ نظر خلیفہ ابو جعفر منصور نے اسے قتل کرا دیا۔ اس کے عقیدت مندوں کی ایک جماعت خراسان بھاگ گئی، جہاں انہوں نے "رزامیہ" کے نام سے ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی[3]۔ فرقہ رزامیہ "روح امامت" کے ابو مسلم میں منتقل ہونے کا قائل تھا۔ امام عبد القاہر بغدادی نے لکھا ہے۔

---

[1] ابن الندیم، کتاب الفہرست ص ۴۷۲ [2] الشہرستانی، کتاب الملل والنحل، الجزء الاول ص ۲۰۷ [3] الشہرستانی، کتاب الملل والنحل، الجزء الاول ص ۲۰۰

واما الرزامیۃ فقوم بمرو افرطوا — رہا فرقہ رزامیہ پس یہ مرو کی ایک قوم تھے جو
فی موالاۃ ابی مسلم........ — ابومسلم خراسانی سے بہت زیادہ موالات رکھتے
زعموا ان الامامۃ بعد السفاح — تھے ان کا گمان تھا کہ خلیفہ ابوالعباس سفاح
صارت الی ابی مسلم[1] — کے بعد امامت ابومسلم کی طرف منتقل ہو گئی تھی،

بلکہ ان کا ایک گروہ جو "ابومسلمیہ" کہلاتا تھا، ابومسلم کی الوہیت کا قائل تھا۔ امام عبدالقاہر نے آگے چل کر لکھا ہے:۔

فرقۃ منھم یقال لھم ابومسلمیہ... — ان میں سے ایک فرقہ "ابومسلمیہ" کہلاتا تھا...
... زعموا انہ صار الٰھا — .... ان کا گمان تھا کہ روح الوہیت ابومسلم
بحلول روح الالٰہ فیہ[2] — میں حلول کر گئی تھی، جس کی وجہ سے وہ خدا بن گیا تھا۔

اسی فرقۂ رزامیہ کا پیرو عطار بن حکیم تھا جو "مقنع" کے نام سے مشہور ہے اور جس نے شہر نخشب میں مصنوعی چاند بنایا تھا۔ اس مصنوعی چاند کا قصہ مشہور ہے لہٰذا اس کی تفصیل غیر ضروری ہے۔ مقنع نے بھی خلیفہ وقت کے خلاف بغاوت کی تھی اور ایک مضبوط قلعہ میں متحصن ہو گیا تھا۔ چودہ سال تک لشکر اسلام اس کی سرکوبی کے لیے پریشان رہا۔ آخر میں جب مسلمان قلعہ پر قابض ہوئے تو اس نے اس سے پہلے ہی خود کو ایک تنور کے اندر پگھلے ہوئے تانبے میں گھلا کر ہلاک کر لیا تھا۔ بہرحال اس کے بارے میں امام عبدالقاہر نے لکھا ہے:۔

واما المقنعیۃ، فھم المبیضۃ — رہے مقنعیہ تو وہ ماوراء النہر کے سفید پوش تھے
بما وراء النھر.... وکان زعیمھم المعروف — .... ان کا سردار وہ تھا جو مقنع کے نام سے

---

[1] عبدالقاہر بغدادی: الفرق بین الفرق ومکتب نشر الثقافۃ الاسلامیہ ص ۱۵۵۔

[2] ایضاً ص ۱۵۵۔

بالمقنع رجلاً اعور قصاراً بمرو ... وكان على دين الرزامية بمرو ... ثم ادعى لنفسه الالهية ...... ودامت فتنته على المسلمين مقدار اربع عشرة سنة ...... هزم عساكر كثيرة من عساكر المسلمين في ايام المهدی ... وكان المقنع قد اباح لاتباعه المحرمات ..... واسقط عنهم الصلوٰة و الصيام .... وزعم لاتباعه انه هو الاله[1]

مشہور تھا، مرو کا ایک کانا دھوبی تھا... پہلے وہ رزامیہ کے مذہب کا پیرو تھا، پھر اپنی ذات کے لئے خدائی کا دعویٰ کرنے لگا، مسلمانوں کے خلاف اس کا فتنہ چودہ سال تک برابر رہا.. .... مہدی (۱۵۸–۱۶۹ھ) کے عہد خلافت میں مسلمانوں کے ایک لشکر جرار نے اسے شکست دی ..... مقنع نے اپنے پیروؤں کے لئے محرمات شرعیہ کو حلال کر دیا اور ان کے اوپر سے نماز روزہ کو ساقط کر دیا ..... اپنے پیروؤں کو اس نے اس گمان میں مبتلا کر دیا کہ وہ خدا ہے

(ج) زندقہ کی گرم بازاری اور استیصال:- اوپر ذکر آ چکا ہے کہ شروع میں خالد بن عبداللہ القسری کی پشت پناہی سے اور اس کی معزولی کے بعد یمانیہ و نزاریہ کی خانہ جنگی سے اور عباسی عہد میں ایک جانب حکمراں طبقہ کی (جو احیائیت پسند قوم پرست ایرانیوں کی مدد سے برسر اقتدار آیا تھا) مداہنت اور نرمی اور دوسری جانب ان کے سیاسی بغاوتوں کے فرو کرنے میں انہماک سے قوی دل ہو کر زندقہ کی تحریک روز افزوں ترقی کرتی رہی۔ عباسی حکمرانوں کی دی ہوئی مذہبی آزادی سے مانویوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور وہ اندر ہی اندر اپنے الحاد و زندقہ کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم رہے۔ یہ تبلیغ و اشاعت عوام و خواص دونوں طبقوں میں ہو رہی تھی۔

عوام میں اُن کے اغواء و تدلیس کے طریق کار کا تجزیہ خود خلیفہ مہدی نے کیا تھا۔ مگر اس کے ذکر سے پیشتر یہ جان لینا مستحسن ہوگا کہ زندقہ کی ترویج و اشاعت میں زنادقہ کی

---

[1] عبدالقاہر بغدادی: الفرق بین الفرق، مکتب نشر الثقافۃ الاسلامیہ، ص ۱۵۵۔

تبلیغی سرگرمیوں میں حالات کی معاونت بھی شامل تھی۔ دنیوی ترقی اور مادی خوش حالی اور ان کے نتیجہ میں اہل دول کی عیش کوشی و عقبیٰ فراموشی ایک کھلی ہوئی حقیقت تھی اس کا ردِ عمل بھی فطری تھا لہذا لوگوں کی توجہ اسلام نیز غیر اسلامی مذاہب کی ایسی تعلیمات کی طرف مبذول ہو رہی تھی جو کسی نہ کسی درجہ میں زہد و ترک دنیا رہبانیت اور فرار عن الحیاۃ نیز نیکوکاری کی تلقین کرتی تھیں۔ ان میں مانوی مذہب بھی تھا جس کے فرائض عشرہ حسب تصریح ابن الندیم ترک عبادت اصنام، ترک دروغ گوئی، ترک قتل، ترکِ زنا، ترک سرقہ و تعلیم حیل و سحر وغیرہ تھے[1] ظاہر ہے اجتناب فواحش، زہد اور خوفِ اخروی ایسے امور ہیں جن کی جانب انسانی فطرت بالطبع مائل ہوتی ہے۔ اس لیے خواہی نخواہی لوگوں کی رغبت مانویت کی طرف بڑھنے لگی پھر چوں کہ رقتِ قلبی جانداروں کی ایذا رسانی سے طبعاً مانع ہے لہذا نئے عقیدت کیشوں کو گوشت خوری وغیرہ چھوڑنے میں بھی زیادہ حرج نہ معلوم ہوتا اور جب ان امور میں پختہ ہو جاتے تو پھر ان کے اصولی نظریات IDEALOGY پر بھی کچھ لوگ ایمان لے آتے۔ یہ اصولی نظریات "ثنویت" DUALISM یا نور و ظلمت کے عقیدہ و پرستش کا دوسرا نام تھی اور جب کوئی شخص اسلام کی توحید کو چھوڑ کر جو "اصل دین" ہے نور و ظلمت کی پرستش کرنے لگے تو پھر حلال و حرام کی تفریق کی کوئی منطقی اساس باقی نہیں رہتی اس کے بعد "اباحت" میں جو عموماً مجوسی فرقوں کی مشترک تعلیم ہے کیا باک ہو سکتا تھا۔ اس طرح اجتناب فواحش کی نیکوکارانہ تعلیم سے شروع کر کے انسان آخر کار اباحت کی شیطنت کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ مہدی نے اپنے بیٹے اور ولیعہد ہادی کو مانویہ کے طریق کار کے بارے میں بتایا تھا:

..... (ھذہ الفرقۃ المانویہ) یہ فرقہ مانویہ لوگوں کو بظاہر اچھی باتوں کی ... لعاس ابی طاہر حسن کا جلناب طرف دعوت دیتا ہے جیسے فواحش و منکرات

---

[1] ابن الندیم: کتاب الفہرست صفحہ ۴۶۵۔

الفواحش والزهد فی الدنیا والعمل	سے بچنا، دنیا سے بے رغبتی، آخرت
للآخرة۔ ثم تخرجها الی تحریم	کے لئے تیاری پھر انہیں گوشت حرام کرنے
اللحوم ومس الماء الطهور وترك	آب پاکیزہ کو چھونے اور کیڑے مکوڑے (جانداروں)
قتل الهوام تحرجاً۔ ثم تخرجها	کا قتل چھوڑنے کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر دو خداؤں
الی عبادة اثنین احدهما النور	کی عبادت کرنے کی تلقین کرتا ہے جن میں سے
والآخر الظلمة ثم تبیح بعد	ایک نور ہے دوسرا ظلمت۔ پھر بہن بیٹی کیساتھ
هذا نكاح الاخوات والبنات	نکاح کرنے کو جائز قرار دیتا ہے نیز پیشاب سے
والاغتسال بالبول وسرقة	غسل کرنے اور بچے چرانے کو مباح قرار دیتا
الاطفال من الطرق لتنقذهم	ہے تاکہ اس طرح انہیں ظلمت کی گمراہی سے نور
من ضلال الظلمة الی هدایة النور[1]	کی ہدایت کی طرف نجات کا راستہ بتلائے۔

اس طرح مانویت خاموشی کے ساتھ سادہ لوح لوگوں میں اندر ہی اندر گھر کر رہی تھی۔

ادھر علماء بالخصوص متکلمین نے ان کی ان دسیسہ کاریوں کا پردہ چاک کرنے کی غرض سے ان کی تعلیمات کو قیل وقال کا موضوع بنایا۔ اس صورت حال سے نبٹنے کے لئے مانویوں کے رؤسا اور اہل قلم نے بھی اپنی تعلیمات مذہبی کی تائید میں کتابیں لکھیں نیز متکلمین اسلام نے ان پر جو ردود و نقوض وارد کئے تھے ان کی تردید و ابطال کی سعی مشئوم کی۔ اس طرح انہوں نے اپنے مسلک کی معقولیت کو طبقۂ خواص میں بھی مقبول بنانے کی کوشش کی چنانچہ ابن الندیم نے ان کی سرگرمیوں کے سلسلے میں لکھا ہے:۔

ولهؤلاء كتب مصنفة فی	ان لوگوں نے ثنویت اور اس کے پیروؤں
نصرة الاثنین ومذاهب	کے مذاہب کی تائید میں کتابیں تصنیف کیں
اهلها۔ وقد نقضوا كتباً	اور متکلمین اسلام نے اس باب میں جو کتابیں

[1] طبری: تاریخ الرسل والملوک۔ الجزء الثامن۔ ۲۲۰

کثیرۃ ضعفها المتکلمون فی ذالک[1]   لکھی تھیں ان میں سے بہت سی کتابوں کا رد لکھا۔
منصور جس وجہ سے بھی ہو مانویت اور زندقہ میں مضمر خطرات کو اہمیت نہ دے سکا، حالانکہ یہ نہ صرف توحید باری تعالے کے انکار اور "ثنویت" کی تلقین ہی پر اصرار کرتے تھے بلکہ اباحت مطلقہ کی اخلاقی نراجی کے ساتھ ساتھ سیاسی مزاج اور نسل کشی کی جانب منجر ہوتے تھے۔ البتہ منصور کے جانشین مہدی نے ان خطرات عواقب کا اندازہ بروقت لگا لیا مگر وہ بالطبع رقیق الطبع تھا اور قتل و خونریزی سے بالخصوص ہاشمی خاندان کے افراد کے قتل کے لئے تیار نہ تھا۔ لہٰذا اس نے افہام و تفہیم کے ذریعے زنادقہ و ملاحدہ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور اس کے لئے متکلمین کی خدمات حاصل کیں۔ مسعودی لکھتا ہے:۔

وکان المهدی اول من امر الجدلیین	اور مہدی پہلا خلیفہ تھا جس نے طبقۂ متکلمین
من اهل البحث من المتکلمین	میں سے مناظرہ کرنے والے اہل جدل کو بلا کر
بتصنیف الکتب فی الرد علی الملحدین	ان ملحدوں کے رد میں کتابیں تصنیف کرنے
ممن ذکرنا من الجاحدین وغیرهم	کا حکم دیا جن کا منکرین باری تعالیٰ وغیرہم فرقوں
واقاموا البراهین علی المعاندین	کے سلسلے میں ہم نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے
وازالوا شبه الملحدین فاوضحوا	مخالفین اسلام کے مقابلہ میں دلائل و براہین
الحق للشاکین[2]	قائم کئے، ملاحدہ کے شبہات دور کئے اور متشککین کے لئے حق کو واضح کیا۔

مگر مقابلہ مانوی زنادقہ سے تھا جو اس قسم کے مناظروں کے کہنہ مشق کھلاڑی تھے۔ لہٰذا حسب تصریح ابن الندیم انہوں نے متکلمین کی اصلاحی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ وقد نقضوا کتبا کثیرۃ ضعفها المتکلمون فی ذالک۔

---

[1] ابن الندیم: کتاب الفہرست صفحہ ۴۷۳

[2] مسعودی: مروج الذہب و معادن الجواہر، جلد ۲ صفحہ ۴۱۴۔

مجبوراً مہدی کو تشدد کا سہارا لینا پڑا اور اس فتنہ کے سدباب کے لئے دارو گیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ سلسلہ مہدی کے عہد خلافت کے آخر میں (۱۶۳ھ) سے شروع ہوتا ہے اور مہدی کے جانشین ہادی کے زمانہ میں انتہائی عروج کو پہنچ جاتا ہے (تفصیل جلد آتی ہے) ویسے زنادقہ کی سرکوبی کے واقعات جستہ جستہ منصور ہی کے زمانہ سے ملتے ہیں اگرچہ یہ منصور کے خلاف مرضی ہوئے تھے۔

معتزلہ کے سلسلے میں پچھلی قسط (برہان جولائی ۱۹۶۷ء) میں بصرے کے آزاد خیال متکلمین کا ذکر آچکا ہے ان میں سے تین کو ابن الندیم نے "ومن رؤسا ئھم المتکلمین الذین یظہرون الاسلام ویبطنون الزندقہ" کے ذیلی عنوان میں ذکر کیا ہے یعنی ابن ابی العوجاء (غالباً عبدالکریم بن ابی العوجاء) صالح بن عبدالقدوس اور شاعر بشار بن برد۔ ان میں سے اوّل الذکر عبدالکریم بن ابی العوجاء بہت بڑا انشار پرداز تھا اتنا کہ بآسانی احادیث نبوی کے انداز پر حدیثیں گڑھ سکتا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ اس نے اس قسم کی چار ہزار حدیثیں مضر کی ہیں جن کے ذریعے حلال کو حرام حرام کو حلال کو حرام گردانا ہے[1]۔ چنانچہ مورخ طبری نے ۱۵۵ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ کوفہ میں محمد بن سلیمان کی گورنری کے زمانہ میں عبدالکریم بن ابی العوجاء اپنی زندیقانہ و ملحدانہ سرگرمیوں کی بنا پر گرفتار ہو کر آیا۔ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا بلکہ مشہور معن بن زائدہ کا ماموں تھا جو اکابر وجوہ و اعیان مملکت میں سے تھا لہٰذا دار الخلافہ میں بہت سے اکابر نے منصور سے اس کی رہائی کی سفارش کی۔ ان کے دباؤ سے مجبور ہو کر خلیفہ نے گورنر محمد بن سلیمان کو لکھا کہ تا حکم ثانی عبدالکریم کو کوئی سزا نہ دی جائے۔ خلیفہ کے خط کی اطلاع عبدالکریم کو بھی ہو گئی اور اس نے ایک شخص عبدالجبار کو بلا کر کہا کہ اگر

---

[1] تاریخ الطبری: الجزء الثامن (مطبوعہ دار المعارف بمصر ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) صفحہ ۴۸ ذکر الخبر عن سبب عزل المنصور محمد بن سلیمان بن علی۔ لقد وضعت اربعۃ آلاف حدیث احرم فیھا الحلال واحل فیھا الحرام۔ واللہ لقد فطرتکم فی یوم صومکم وصومتکم فی یوم فطرکم۔

امیر محمد بن سلیمان، تین دن کی مہلت دے دیں تو ایک لاکھ آن کی خدمت میں اور ایک لاکھ تمہیں عنایت۔ عبدالجبار نے گورنر محمد بن سلیمان، سے کہا تو بولے میں تو بھول ہی گیا، اچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا۔ ذرا جمعہ کی نماز پڑھ آؤں تو یاد دلانا۔ نماز جمعہ سے واپسی پر جب عبدالجبار نے یاد دہانی کی تو گورنر محمد بن سلیمان نے عبدالکریم کو قتل کرانے کے لئے بلایا تو جب اُسے اپنے قتل کئے جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنی حرکت (وضع احادیث) کا اقرار کیا، جب منصور کا حکمنامہ گورنر کے پاس پہونچا تو اس نے قاصد کو اس کی لاش دکھا دی۔ جب منصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو بہت ناراض ہوا اور اُسے معزول کرنے کا حکم کیا مگر عیسیٰ بن علی نے سمجھایا کہ محمد بن سلیمان نے اُسے زندقہ کے جرم میں قتل کیا تو کہیں جا کر اس کا غصہ فرو ہوا[1]

اس تفصیل سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ منصور نے اس فتنہ میں جو خطرات مضمر ہیں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی۔ لیکن اس باب میں مہدی نے زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا۔ اس نے پہلے افہام و تفہیم کے ذریعہ اس فتنہ کے سدباب کی کوشش کی اور متکلموں کو بلا کر ان ملاحدہ و زنادقہ کے اصلاح عقائد کے لئے کتابیں لکھوائیں مگر جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو مجبوراً تشدد کا سہارا لیا۔ اس دار و گیر کا سلسلہ اس نے ۱۶۶ھ سے شروع کیا چنانچہ اس سال بہت سے لوگ زندقہ کے الزام میں ماخوذ ہو کر اس کے سامنے پیش ہوئے۔ ان میں بہت سے وجوہ و اعیان مملکت کے عزیز و اقارب بھی تھے جیسے بصرہ کے گورنر روح بن حاتم کا بیٹا داؤد دوسرے مشاہیر میں اسماعیل بن مجالد، محمد بن ابی ایوب مکی اور محمد بن طیفور کا خصوصیت

---

[1] تاریخ الطبری: الجزء الثامن (مطبوعہ دار المعارف بمصر ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) صفحہ ۴ (دیکھیں حاشیہ ص ۱۹۷)

سے مورخین نے ذکر کیا ہے[1]۔ ان لوگوں نے اپنے زندیق ہونے کا اقرار کیا۔ قاعدے کے مطابق ان سے توبہ کرنے کے لئے کہا گیا اور توبہ کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ گورنر بصرہ کے بیٹے داؤد کو اس کے باپ کے پاس اصلاح و تادیب کے لئے بھیجدیا۔

لیکن اس سے بھی اس فتنہ میں کمی نہیں ہوئی۔ لہذا اگلے سال ۱۶۷ھ میں مہدی نے زنادقہ کی تلاش و تجسس میں زیادہ سرگرمی سے کام لیا اور انہیں گرفتار کرکے قتل کرایا۔ مورخ طبری نے ۱۶۷ھ کے واقعات میں لکھا ہے:-

وفیھا جد المھدی فی طلب الزنادقۃ والبحث عنھم فی الآفاق وقتلھم[2]

مہدی نے اس باب میں اتنا اہتمام برتا کہ اس کام کے لئے ایک خصوصی پولس افسر "صاحب الزنادقہ" کے نام سے مقرر کیا اور اس عہدے پر عمر الکلواذی کا تقرر کیا[3]۔ اس نے منصور کے کاتب یزید بن فیض کو اس جرم میں گرفتار کیا۔ یزید نے زندقہ کا اقرار کر لیا اور قید خانہ میں ڈالدیا گیا مگر کسی طرح وہاں سے فرار ہو گیا اور پھر ہاتھ نہیں آیا[4]۔

اگلے سال (۱۶۸ھ) میں عمر الکلواذی کا انتقال ہو گیا اور مہدی نے اس کی جگہ محمد بن عیسٰی احمدویہ کو مقرر کیا[5]۔ زنادقہ کی تلاش و جستجو میں بہت زیادہ شدت ہو گئی اور بقول مورخ طبری، مہدی نے بہت سے زندیقوں کو قتل کیا۔

اوپر ذکر آچکا ہے کہ بصرہ کے آزاد خیالوں کی ٹولی میں مشہور شاعر بشار بن برد بھی تھا۔ اسے ابن الندیم نے زنادقہ کے ان اکابر میں شمار کیا ہے جو بظاہر مسلمان تھے مگر بباطن زندیق۔

---

[1] تاریخ طبری (بتفصیل بالا) الجزء الثامن صفحہ ۱۶۳ نیز الکامل لابن الاثیر الجزء السابع صفحہ ۴۷

[2] تاریخ طبری الجزء الثامن صفحہ ۱۶۵ نیز الکامل لابن الاثیر الجزء السابع صفحہ ۵۰ :- "اس سال مہدی نے زنادقہ کی تلاش و جستجو اور ان کے قتل میں بہت زیادہ کوشش کی۔"

[3] تاریخ طبری الجزء الثامن صفحہ ۱۶۵

[4] ایضاً صفحہ ۱۶۵　[5] ایضاً صفحہ ۱۶۷

ثنویت کے عقیدے کے ساتھ آتش پرستی کا بھی قائل تھا جس کی تائید میں اس کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا جاتا ہے:

والارض مظلمة والنار مشرقة　　　　والنار معبودة مذ كانت النار[1]

بہرحال ۱۶۳ھ میں وہ بھی ختم کرا دیا گیا۔[2]

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مہدی کی اس کوشش میں بھی مزید شدت پیدا ہوتی گئی چنانچہ ۱۶۹ھ میں جس سال اس نے وفات پائی یہ تلاش و جستجو انتہا کو پہونچ گئی اور کثیر تعداد میں لوگ اس جرم کے اندر ماخوذ ہو کر قتل ہوئے بقول ابن الاثیر:

و فيها اشتد طلب المهدى للزنادقة فقتل منهم جماعة[3]	اور اس سال مہدی کی زنادقہ کی تلاش بہت زیادہ بڑھ گئی اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کرا دیا۔

ان سزائے موت پانے والوں میں عام وجوہ و اعیان ملک کے علاوہ بنو ہاشم بھی تھے جو خاندان خلافت میں مخصوص وجاہت و نباہت رکھتے تھے۔ ان میں دو شخص خصوصیت سے قابل ذکر ہیں: یعقوب بن الفضل جس کا سلسلہ نسب عباسی خلفاء کے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب کے بھائی حارث بن عبدالمطلب تک پہنچتا تھا اور عبداللہ بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس دونوں نے زندقہ کا اقرار کیا مگر توبہ نہیں کی لہذا قیدخانہ میں ڈال دیئے گئے، داؤد بن علی مہدی کے وفات پانے سے قبل ہی مر گیا مگر یعقوب بن الفضل زندہ رہا اور مہدی کے بیٹے اور جانشین موسیٰ الہادی نے باپ کی وصیت کے مطابق اسے قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مہدی اپنی زندقہ بیزاری کے باوجود رقیق القلب تھا اور کم از کم بنو ہاشم کو قتل کرنا نہیں چاہتا تھا اس نے ایسا کرنے کی قسم بھی کھائی تھی چنانچہ جب یعقوب بن الفضل نے زندقہ کا اقرار کیا اور اس سے توبہ

---

[1] زمین تاریک ہے اور آتش روشن ہے اور آتش جب سے آتش ہے (یعنی ہمیشہ سے) معبود رہی ہے۔

[2] تاریخ طبری الجزء الثامن ص ۱۸۱　　[3] کامل لابن الاثیر الجزء السابع صفحہ ۸۹

کرنے سے انکار بلکہ اس پر سختی سے قائم رہنے پر اصرار کیا تو بقول ابن الاثیر مہدی نے کہا:۔

واللہ لولا انی جعلت علی نفسی ان لا اقتل ھاشمیاً لقتلتک[1]۔ — خدا کی قسم اگر میں نے یہ عہد نہ کیا ہوتا کہ کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا تو یقیناً تجھے قتل کر دیتا۔

لہٰذا اس نے اپنے بیٹے اور جانشین موسیٰ الہادی کو وصیت کی:

یا موسیٰ اقسمت علیک بحقی ان ولیت ھذا الامر بعدی لا تناظرھما ساعۃ واحدۃ[2]۔ — اے موسیٰ میرا تیرے اوپر جو حق ہے تجھے اسی کی قسم دیتا ہوں اگر تو میرے بعد اس منصب خلافت پر فائز ہو تو گھڑی بھر کی بھی ان دونوں کو مہلت نہ دیجیو۔

چنانچہ جب موسیٰ الہادی خلیفہ ہوا اور اُسے یہ وصیت یاد آئی تو یعقوب کو بلا کر اس پر فرش ڈلوا دیا گیا جس پر آنے والے بیٹھتے رہے۔ یہ گرمی کی ایک دوپہر تھی۔ رات تک اس کی لاش پھول گئی اور اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کو دے دی گئی چونکہ لاش اس درجہ خراب ہو چکی تھی کہ غسل کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی اس لئے اسی طرح دفن کر دی گئی[3]۔

مہدی کو زنادقہ کے قتل و بیخ کنی میں اس درجہ اہتمام تھا کہ وہ خواب میں بھی کچھ اسی قسم کی باتیں دیکھا کرتا تھا۔ چنانچہ جس سلسلۂ گفتگو میں اس نے اپنے بیٹے ہادی سے گروہ زنادقہ کے اغوا و تدلیس کے طریقۂ کار کا بیان کیا تھا، اسی میں اپنے ایک خواب کا بھی ذکر کیا کہ میں نے اپنے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب کو خواب میں دیکھا انھوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھیں تاکہ میں ان سے ان "ثنویوں" یعنی "زنادقہ" کو قتل کروں[4]۔

---

[1] کامل لابن الاثیر الجزء السابع ص ۸۹۔

[2] تاریخ طبری الجزء الثامن صفحہ ۱۹۔ [3] ایضاً صفحہ ۱۰۔

[4] تاریخ طبری الجزء الثامن ص ۲۲۰۔ "انی رأیت جدک العباس فی المنام قلدنی سیفین وامرنی بقتل اصحاب الاثنین"

ویسے بھی یہ زنادقہ سماج کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا تھے بظاہر اجتناب فواحش اور زہد و رہبانیت اور ترک دنیا ان کا شعار تھا، مگر ان میں بدکاری اور اباحت حد درجہ تک پہونچ گئی تھی اور حرام وحلال کے شرعی و فطری ضابطوں سے بھی خود کو بے قید بنا لیا تھا۔ یعقوب بن الفضل کے ساتھ اس کے گھر کی خواتین بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں، مہدی نے ان کا معائنہ ریطہ بنت ابوالعباس السفاح سے کرایا اور یعقوب کی بیٹی نے اقرار کیا کہ اسے باپ کا حمل ہے نعوذ باللہ منہا اور جب اُسے لعنت ملامت کی تو کہنے لگی کہ مجھے اس بات پر بالجبر مجبور کیا تھا۔ اس پر کہا گیا کہ کیا یہ بناؤ سنگھار اور مہندی، سرمہ بھی اسی جبر و اکراہ کا حصہ تھا؟[1] بہرحال دونوں ماں بیٹی کے سروں پر ایک حربہ رعبوب مارا گیا اور وہ خوف سے مر گئیں۔ جب ہاشمی النسب زندیقوں کی بدکاری کا یہ عالم ہو تو مجوسی الاصل زنادقہ کا کیا کہنا جن کی قوم میں "محرمات" کا لفظ ہی بے معنی تھا۔ مہدی نے ۱۶۹ھ میں وفات پائی اور ہادی اس کا جانشین ہوا۔ باپ کی وصیت کے مطابق[2] اسے زنادقہ کی تلاش و جستجو اور ان کے استیصال پر اپنی پوری قوت صرف کر دی۔ ہادی نے جس بیدردی سے یعقوب کو قتل کرایا پیچھے اس کا تذکرہ آچکا ہے۔ اگلے سال اس

---

[1] تاریخ طبری الجزء الثامن ص ۱۰۹ ۔ " فادخلت فاطمة وامرأة يعقوب بن الفضل ... فاقرتا بالزندقة واقرت فاطمة انها حامل من ابيها فارسل بهما الى ريطة بنت ابي العباس فرأتهما مكحلتين مختضبتين فعذلتهما واكثرت على الابنة خاصة ۔ فقالت اكرهني، قالت فما بال الخضاب والكحل والسرور ان كنت مكروهة ولعنتها .... فخبرت انهما فزعتا فماتتا فزعا ضرب على رؤسهما بشيء يقال له الرعبوب، ففزعتا منه فماتتا۔

[2] ايضا ص ۲۲۰ :- ان المهدي قال لموسى ..... يا بني ان صار لك هذا الامر فتجرد لهذه العصابة يعني اصحاب ماني فانها فرقة تدعوا الناس الى ظاهر حسن ..... ثم تخرجها الى عبادة اثنين .... ثم تبيح بعد هذا نكاح الاخوات والبنات ..... فارفع فيها الخشب وجرد فيها السيف وتقرب بامرها الى الله لا شريك له۔

نے اپنی سرگرمیوں کو انتہائی طور پر شدید کر دیا[1]۔ چناں چہ متوقعہ مجرموں کو پھانسی دینے کے لئے ایک ہزار درختوں میں سولیاں نصب کرائیں مگر بدقسمتی سے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ہی مر گیا[2]۔

دیہ بھی واضح رہے کہ ہادی کے بھائی اور حریف ہارون کا اتالیق یحییٰ بن خالد برمکی تھا، جس کے خاندان کو بعد میں خود ہارون نے بڑی سختی سے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ برامکہ پر جو الزامات تھے ان میں سے ایک الزام زندقہ کا بھی تھا اور یہ بات بہت زیادہ مشہور تھی۔ چناں چہ ابن الندیم نے عہد عباسی کے زنادقہ کی فہرست کا افتتاح ہی برامکہ سے کیا ہے، وہ کتاب الفہرست میں ذکر من کان یرمیٰ بالزندقۃ من الملوک والرؤساء" کے زیر عنوان لکھتا ہے: "قیل ان البرامکۃ باسرھا الا محمد بن خالد بن برمک کانت زنادقۃ[3]"

یہ بھی واضح رہے کہ جب ہادی نے ہارون کو اپنے بیٹے عیسیٰ کے حق میں ولیعہدی سے دستبردار ہونے کے لئے مجبور کیا تو یہ یحییٰ بن خالد برمکی ہی کی ذات تھی جس نے ہارون کو ہادی کی اس دھمکی میں نہ آنے دیا اور وہ اپنے حق سے دستبردار نہ ہوا۔ آخر کیوں؟ کیا برامکہ ہادی کی زندقہ سوزی سے خائف تھے اور آخر میں یہ بھی واضح رہے کہ ہادی نے صرف ڈیڑھ سال کی مختصر حکومت کے بعد بڑے پُراسرار حالات میں وفات پائی، کیا اس میں اس کی ماں خیزراں

---

[1] تاریخ طبری: الجزء الثامن ص ۱۹۰ "فی ھذہ السنۃ اشتد طلب موسی الزنادقۃ فقتل منہم فیہا جماعۃ" نیز ص ۲۲۰: "اما واللہ لئن عشت لاقتلن ھذہ الفرقۃ کلھا حتی لا اترک منھا عیناً تطرف"

[2] ایضاً ص ۲۲۰: "ویقال انہ امر ان یھیّا لہ الف جذع ... ومات بعد شہرین"

[3] ابن الندیم: کتاب الفہرست ص ۴۷۳۔ کہا گیا ہے کہ برمکی خاندان پورے کا پورا سوائے محمد بن خالد بن برمک کے زندیق تھا۔

کے علاوہ اور کسی کا بھی ہاتھ تھا؟،

اگرچہ ہادی کا استیصالِ زندقہ کا منصوبہ پورا نہ ہو سکا مگر اس سے ملاحدہ و زنادقہ میں ایک دھاک ضرور بیٹھ گئی اور جو لوگ اس مذہب کے پیرو رہ گئے تھے وہ یا تو فرار ہو گئے یا پھر چھپ گئے لہذا ہادی کے جانشین ہارون کی عام معافی کے اعلان کے باوجود کسی زندیق نے دوبارہ واپس آنے کی جرأت نہ کی چنانچہ طبری نے ۱۷۰ھ کے واقعات میں لکھا ہے:۔

وفیہا آمن من کان ھاربًا	اور اس سال سب مجرم، لوگوں کو خواہ
او مستخفیا غیر نفر من الزنادقۃ	مفرور ہوں یا چھپے ہوئے امان دی گئی
منہم یونس بن فروۃ ویزید	سوائے چند زندیقوں کے جن میں یونس بن
بن الفیض[1]	فروہ اور یزید بن فیض قابل ذکر ہیں۔

مہدی اور ہادی نے زنادقہ کے خلاف جو دار و گیر کی اس کا خوف ان لوگوں پر عرصہ دراز تک چھایا رہا۔

زندقہ ہادی کے بعد اور مامون سے پہلے

ہارون کے پورے عہد خلافت میں بجز دو واقعوں کے زنادقہ کا ذکر سننے میں نہیں آتا:۔

ایک جب کہ ۱۸۰ھ میں فرقہ محمرہ نے جرجان میں بغاوت کی تو وہاں کے والی علی بن عیسٰی بن ماہان نے خلیفہ کو لکھا کہ انہیں ورغلانے میں ایک زندیق عمر بن محمد العمر کا ہاتھ تھا، لہذا خلیفہ کے حکم سے اُسے شہر مرو میں قتل کیا گیا[2]۔

دوسرا واقعہ برامکہ کے متوسلین میں سے ایک شخص انس بن شیخ کا ہے، جس رات کو برمکی وزیر جعفر بن یحیٰی قتل کیا گیا اُس کی اگلی صبح کو انس بن شیخ کو خلیفہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن مصعب نے خلیفہ کو خبر دی تھی کہ انس بن شیخ زندیق ہے بہر حال انس بن شیخ قتل کر دیا گیا[3]۔

---

[1] تاریخ طبری الجزء الثامن ص ۲۳۴۔ [2] ایضاً ص ۲۶۶۔ [3] ایضاً ص ۲۹۷۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ برامکہ کے متوسلین میں زنادقہ بھی تھے۔ بہرحال پھر زنادقہ کا ذکر سننے میں نہیں آتا۔ ہارون کے بعد اس کا بیٹا امین تخت نشین ہوا۔ وہ "عرب کے سوتے دن" کا آخری نمائندہ تھا لہٰذا اس کے زمانہ میں زندقہ کا کیا سوال۔ البتہ سانپ نکل گیا اور لوگ لکیر کو پیٹا کرتے تھے۔ لہٰذا اب اگر دربار خلافت میں کسی کو معتوب کرنا ہوتا تو اس پر زندقہ کا الزام لگا دیا جاتا۔ چنانچہ امین مشہور شاعر ابونواس سے ناراض تھا اور اس سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اُسے وہ ایک حبہ بھی انعام نہ دے گا۔ ابونواس عربی ادب میں اپنی خمریات کے لئے مشہور ہے اور ساتھ ہی شعرائے مجّان میں بھی محسوب ہوتا ہے۔ اس کا ایک شعر ہے:-

فجاء بها زیتیة ذهبیة　　فلم نستطع دون السجود لها صبراً

امین کو اس شعر کی اطلاع دی گئی اور اس نے اس شعر کو بہانہ بنا کر ابونواس کو قید خانہ میں ڈلوادیا اور کہا:-

ایه انت کافر وانت زندیق[1]

شعر ملحدانہ ضرور ہے مگر فارسی اور اردو میں رخیام اور جوش نے، اس سے زیادہ کفر سرائی کی ہے حتیٰ کہ مومن خاں مومن اپنے تشدد فی الوہابیت کے باوجود شراب نہ سہی شاہد کے پاؤں پر سجدہ کرنے سے نہیں جھکتے:-

یہ ہم سجود پائے صنم پر دم وداع　　مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں

دوسری روایت یہ ہے کہ ابونواس خلیفہ امین کے پاس آیا تو امین نے کہا کہ خدا کی قسم تجھے میرے خزانے سے کچھ بھی نہیں ملیگا۔ ایک حاشیہ نشین سلیمان بن جعفر نے نمک مرچ لگایا کہ امیرالمومنین یہ تو بہت بڑا مانوی زندیق ہے (هومن کبار الثنویه) خلیفہ کو اپنی ناراضگی کے لئے ایک وجہ جواز ہاتھ آگئی اور حکم دیا کہ اس پر گواہ پیش کرو گواہوں میں سے ایک شخص نے ابونواس کی مے نوشی کا ذکر کیا کہ ایک دن جب بارش ہورہی تھی تو اس نے (ابونواس نے) جام مے کو آسمان کے نیچے

---

[1] تاریخ طبری الجزء العاشر ص ۹۵۲۔

رکھدیا اور کہا: کہتے ہیں کہ ہر قطرۂ باراں کیساتھ ایک فرشتہ کا نزول ہوتا ہے اب تم دیکھوگے میں کتنے فرشتوں کو پیچھے بھگا رہا ہوں۔ امین نے اس بات کو بہانہ بنا کر ابونواس کو قید کر دیا[1]۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا ہوگا کہ زندقہ مامون کے تخت خلافت پر متمکن ہونے اور فلسفہ کے ساتھ اعتناء کرنے سے کہیں پہلے وجود میں آچکا تھا اور خلیفہ کے دادا مہدی اور چچا ہادی کا عہد حکومت زندقہ کی وبا کی شدت کا زمانہ تھا اور ان دونوں نے اُسے اس سختی سے دبایا کہ یہ تقریباً مستاصل ہی ہو گیا۔ اس کے بعد صرف نام ہی کے لئے اس کا ذکر سننے میں آتا ہے۔

مامون اور زندقہ بیزاری

مذکورالصدر تفصیل سے واضح ہے کہ زندقہ کی ابتدا اور ترقی و شدت مامون کی فلسفہ نوازی کی کسی طرح رہین منت نہیں تھی بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ اپنی تفلسف پسندی کے باوجود مامون بھی زندقہ سے اتنا ہی بیزار تھا جتنا کہ اس کے دادا، چچا، باپ اور بھائی جیسا کہ سطور ذیل سے واضح ہوگا۔

امین و مامون کی برادرانہ خانہ جنگی کے نتیجہ میں جو سیاسی انتشار و اختلال رونما ہوا، اس کے نتیجے میں فکری بے راہ روی کو بھی شہ ملی۔ چناں چہ اُس عہد میں فرقہ مانویہ کا رئیس و پیشوا ایک مجوسی یزدان بخت تھا۔ وہ رے میں رہتا تھا۔ غالباً مانویوں اور دوسرے ثنوی فرقوں کو دارالخلافہ بغداد میں داخل ہونے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ مامون نے اس فرقہ کی دعوتی سرگرمیوں کے لئے بغداد بلایا۔ پہلے تو اُسے باضابطہ امان دی تاکہ لوگ ربالخصوص اس کے عقیدت مند یہ دیکھ لیں کہ وہ کمال اطمینان اور بے خوفی کے ساتھ اپنے مذہب کی ترجمانی کر سکتا ہے۔ بعد ازاں متکلمین سے علی رؤس الاشہاد اس کا مناظرہ کرایا۔ اس مناظرہ میں متکلمین کا پلہ بھاری رہا اور یزدان بخت کو خاموش ہونا پڑا، قانونی طور پر اب جب کہ اسلام کی حقانیت کی حجت اس پر قائم ہو چکی تھی اس کا اپنے کفر سے تائب ہونا اور اسلام قبول کرنا فرض تھا۔ لہٰذا مامون نے اس سے کہا یزدان بخت! اب ایمان لے آؤ کیونکہ اگر ہم تمہیں امان نہ دے چکے ہوتے تو جو کچھ تمہارا حشر ہوتا ظاہر ہے

---

[1] تاریخ طبری الجزء الثامن ص ۵۱۸۔

یزدان بخت[1] خلیفہ کے سلجھے ہوئے ذہن سے واقف تھا، بولا امیر المومنین! آپ کی نصیحت اور ارشاد سر آنکھوں پر لیکن آپ ان حکمرانوں میں نہیں ہیں جو اپنی رعایا کو بجبر و تشدد اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔" مامون نے اس کا عذر قبول کر لیا لیکن چوں کہ عوام زنادقہ سے بیزار تھے لہذا اندیشہ تھا کہ کہیں ہجوم یزدان بخت پر جو مانوی زنادقہ کا رئیس و پیشوا تھا، حملہ کر دے لہذا اسے ایک محفوظ مقام پر ٹھیرا کر وہاں محافظ مقرر کر دیئے۔

اس طرح ایک جانب مامون نے اپنے حسن تدبر سے ثابت کر دیا کہ ملک میں رعایا کو پورے طور پر مذہبی آزادی حاصل ہے' دوسری جانب دلیل و برہان کے باب میں فرقہ مانویہ کی تہی دستی و بے مائگی دکھا کر ان کے مسلک (زندقہ) کو معاشرہ میں قطعاً غیر مقبول اور ناقابل اعتبار بنا دیا

باایں ہمہ پھر بھی ملک میں کچھ لوگ تھے جو خفیہ طور سے اس مسلک (زندقہ) پر قائم تھے۔ اور ایسے لوگ ہمیشہ رہے ہیں خود عہد رسالت میں منافق موجود تھے جو بظاہر مومن تھے مگر بباطن کافر مامون کے زمانہ میں بھی زنادقہ تھے بالخصوص بصرہ جیسے شہروں میں جہاں مختلف مذہبوں اور ملتوں کے لوگ آتے جاتے رہتے تھے لیکن اپنے دادا اور چچا کی طرح مامون نے بھی ان کے استیصال و بیخ کنی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مشہور معتزلی متکلم ثمامہ بن اشرس سے جو خلیفہ المامون کا منہ چڑھا درباری تھا' مسعودی نے ایک طفیلی کا قصہ نقل کیا ہے جو زنادقہ کی ایک جماعت کے ساتھ ہو لیا تھا۔ مامون کو اس کے مخبروں نے اطلاع دی تھی کہ بصرہ میں دس زندیقوں کی ایک جماعت ہے جو بظاہر مسلمان ہیں مگر بباطن مانوی۔ مامون نے "امتحان" کے لئے انہیں بغداد پکڑوا بلوایا۔ طفیلی بھی جو دعوت کھانے کا شوقین تھا' ان کے ساتھ ہو لیا"

---

[1] ابن الندیم: کتاب الفہرست ص ۴۷۳: "یزدان بخت وھو الذی احضرہ المامون من الری بعد ان امنہ فقطعہ المتکلمون .... فقال المامون: اسلم یا یزدان بخت فلولا ما اعطیناک ایاہ من الامان لکان لک ولک شان۔ فقال لہ یزدان بخت نصیحتک یا امیر المومنین مسموعۃ وقولک ھذا۔ ولکنک ممن لا یجبر الناس ترک مذاھبھم فقال المامون اجل وکان انزلہ..... ووکل بہ حفظۃ"

کیونکہ ان کی خوش پوشی اور بشاشت سے اُسے یہ غلط فہمی ہو گئی تھی کہ لوگ کہیں دعوت میں مدعو ہیں اور اسی لئے اس طرح ہنستے بولتے جا رہے ہیں[۱]۔ قصہ اپنی جگہ دلچسپ ہے مگر ہمارے موضوع سے قطعاً غیر متعلق۔ اس میں صرف دو باتیں قابل غور ہیں:۔

پہلی بات ہے زندقہ کے الزام میں ماخوذ ہونیوالوں کا امتحان۔ جھوٹ سے بچنا (ترک کذب) مانویوں کے فرائض مذہبی میں داخل تھا[۲]۔ چنانچہ مہدی اور ہادی کے زمانہ میں زنادقہ پیش ہوتے تھے اور بلا تکلف اپنے زندقہ کا اقرار کر لیتے تھے پھر ان سے توبہ کرنے کو کہا جاتا تھا، جو لوگ توبہ کر لیتے تھے چھوڑ دیئے جاتے، جو نہ کرتے بلکہ زندقہ ہی پر اصرار کرتے انھیں قتل کر دیا جاتا۔ طبری نے ۱۶۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ جب داؤد بن روح بن حاتم وغیرہ زندقہ کے الزام میں ماخوذ ہو کر آئے تو انھوں نے اپنے زندقہ کا اقرار کر لیا مگر جب توبہ کرنے کو کہا گیا تو توبہ کر لی اور چھوڑ دیئے گئے۔ "اُخِذَ داؤد... فاقروا فاستتنا بہم المهدی وخلّی سبیلہم"[۳]۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ جب مہدی کے سامنے ایک زندیق پیش ہوا اور خلیفہ نے اس سے توبہ کرنے کو کہا تو اُس نے منع کر دیا۔ اس پر خلیفہ نے اس کو قتل کرا دیا۔ "قُدِّمَ الیہ زندیق فاستتابہ فابیٰ ان یتوب فضُرِبَ عنقہ وامر بصلبہ"[۴]

لیکن بعد میں زنادقہ نے تقیہ کا سہارا لیا۔ اب وہ اپنے زندقہ کو چھپانے کے لئے خود کو مسلمان کہتے تھے لہذا جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کے لئے:۔

۱۔ ان کے سامنے مانی کی تصویر رکھی جاتی تھی اور ان سے کہا جاتا تھا کہ اس پر تھوکیں، لعنت بھیجیں اور اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔

۲۔ ایک آبی پرندہ دراج انہیں دیا جاتا کہ اُسے ذبح کریں، واضح رہے کہ کسی جاندار کو اذیت نہ پہونچانا، مانویوں کے مذہبی فرائض میں داخل تھا، چنانچہ جب مامون کے سامنے یہ جماعت (زنادقہ) پیش ہوئی تو ان کے، اسلام کا بھی اسی طرح امتحان لیا گیا اور جب انھوں نے حکم ماننے سے انکار کیا

---

[۱] المسعودی: مروج الذہب ومعادن الجواہر (طبع بالمطبع البہیۃ المصریہ)، الجزء الثانی ص ۲۳۲۔ [۲] کتاب الفہرست ص ۴۶۵۔ [۳] طبری: تاریخ الرسل والملوک۔ الجزء الثامن ص ۱۶۳۔ [۴] ایضاً ص ۲۲۰۔

[۵] المسعودی: مروج الذہب ومعادن الجواہر۔ الجزء الثانی ص ۲۴۰۔

تو انہیں قتل کرادیا گیا۔

فلما وصلوا الی بغداد ادخلوا علی	پس جب وہ بغداد پہنچے تو مامون کے سامنے پیش کئے
المامون یدعو بأسمائهم رجلاً رجلاً	گئے خلیفہ مامون ایک ایک شخص کو نام بنام بلاتا اور اس سے
فیسألہ عن مذهبه فیخبرہ بالاسلام	اس کا مذہب دریافت کرتا، وہ جواب دیتا اسلام۔
فیمتحنه ویدعوہ الی البراءة من	اس پر خلیفہ اس کا امتحان لیتا اور اسے مانی پر تبرا
مانی ویظهر له صورته ویامرہ ان	بھیجنے کے لئے کہتا، مانی کی تصویر دیتا اور حکم دیتا کہ اس پر
یتفل علیها والبراءة عنها وغیر	تھوکو اور اس سے بیزاری کا اظہار کرو اور اسی قسم کے
ذالك۔ فیابون فیعرضهم	دوسرے امتحانات، اس پر یہ لوگ منع کر دیتے تو انہیں قتل
علی السیف [1]	کرا دیتا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مامون اس لعنت کے استیصال میں کتنی شدت برتتا تھا۔ زندقہ سے اس کی بیزاری اور بیدار مغزی کا یہ عالم تھا کہ جب اسے بصرہ کے اندر ان زندیقوں کی اطلاع ملی تو اس نے نام بنام ان کے گرفتار کرنے کے حکم جاری کئے، مسعودی لکھتا ہے:۔

فامر بحملهم الیه بعد ان سموا	خلیفہ نے حکم دیا کہ وہ اس کے پاس لائے جائیں بعد اس کے
واحداً واحداً [2]	کہ ایک ایک کی نام بنام تفصیل بتائی گئی۔

اور جب ان کا مقدمہ پیش ہوا اور انہیں قتل کرا چکا اور گیارہواں شخص طفیلی پیش ہوا تو اس نے پوچھا یہ کون ہے[3] کیونکہ نہ تو مامون کو اس کے زندقہ کی اطلاع ملی تھی اور نہ اس نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا تھا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مامون کو بھی زنادقہ و ملاحدہ کے استیصال کے ساتھ اتنا ہی شغف تھا جتنا کہ اس کے دادا مہدی اور چچا ہادی کو۔

---

[1] المسعودی مروج الذہب و معادن الجواہر الجزء الثانی ص ۳۲۰۔ [2] ایضاً ص ۳۲۰۔ [3] ایضاً ص ۳۲۰۔

دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب اُس طفیلی سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو اور اس جماعت کے ساتھ کیوں ہو، تو اس نے اپنے طفیلی ہونے کا اقرار کر لیا۔[1] پھر اس کا بھی "امتحان" لیا گیا تو اس نے بلا تامل مانی کی تصویر پر لعنت بھیج دی۔[2] زاں بعد "مانویت" کے بارے میں اپنی "معلومات" کا بدیں طور اظہار کیا:۔

واللہ ما ادری ما مانی	خدا کی قسم مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔
اکان یہودیاً ام مسلماً[3]	میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ مانی یہودی تھا یا مسلمان۔

غرض خلیفہ مامون کے زمانے میں مانوی مذہب اور زندقہ اس درجہ ناپید اور غیر معروف ہو چکے تھے کہ عام لوگ مانی کے نام اور اس کے مذہب تک سے ناواقف تھے۔

اس لئے فاضل مقالہ نگار کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ مامون کے زمانہ میں زنادقہ پیدا ہوئے یا اُس کی "تفلسف پسندی کے نتیجہ میں زندقہ کو فروغ ہوا:۔

زنادقہ مامون سے کہیں پہلے پیدا ہو چکے تھے اور اس کے تخت نشین ہونے اور یونانی فلسفہ کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرانے سے کہیں پہلے اپنی فتنہ سامانیوں سمیت ختم ہو چکے تھے۔ پھر بھی اگر کوئی اکا دکا زندیق باقی رہ گیا تھا تو مامون نے اس کے استیصال اور بیخ کنی میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔

---

[1] المسعودی:۔ مروج الذہب ومعدن الجواہر: الجزء الثانی۔ صفحہ ۳۲۰۔
[2] ایضاً صفحہ ۳۲۱۔
[3] ایضاً صفحہ ۳۲۱۔